ے

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی

ماھنامہ

الحق

زیر سرپرستی

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق بانی و مہتمم دارالعلوم حقانیہ

اکوڑہ خٹک (پشاور)

ملنے کا پتہ

حکیم جمال الدین جمال شفاخانہ

نوشہرہ صدر

لہٗ دعوۃ الحق

قرآن و سنّت کی تعلیمات کا علمبردار

ماھنامہ
الحق
اکوڑہ خٹک

فہرست مضامین

شذرات

روزہ اور قرآن

مقالات

ہمارے اسلاف

درس حدیث

بحث و تمحیص

جلد نمبر ۱ | رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ | جنوری ۱۹۶۶ء | شمارہ نمبر ۴ | فی پرچہ پچاس پیسے | سالانہ چندہ چھ روپے | غیر ممالک سے سالانہ ۱۶ شلنگ

بالوجوب اوبالصفات اللازمۃ　　　اور ربّ ربّ ہی ہے۔ خواہ وہ اپنے بندوں

للوجوب[۱]　　　کے کتنا ہی قریب کیوں نہ آجائے اور بندہ

کبھی درجۂ وجوب یا اُن صفات کو جو کہ وجوب کے لئے لازم ہیں، متصف نہیں ہو سکتا۔

اس مسئلہ کو ویسے تو امام ابوالحسن اشعریؒ۔ قاضی ابوبکر الباقلانیؒ۔ ابن حزم اندلسیؒ۔ ابواسحٰق الفرائینی۔ عبدالکریم الشہرستانی۔ امام غزالیؒ۔ امام فخرالدین رازیؒ۔ علامہ سیف الدین آمدی ابن خلدونؒ اور ابن تیمیہؒ وغیرہ متکلمین اور محققین اسلام نے اپنی کتابوں میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ لیکن متقدمین میں امام غزالیؒ نے "المنقذ من الضلال" اور "مغارج القدس" میں اور متاخرین میں حکیم الامت شاہ ولی اللہؒ نے "حجۃ اللہ البالغہ" میں نہایت تحقیق اور علمی پیرایہ میں اس مسئلہ کو بیان فرمایا ہے۔ بلکہ حضرت شاہ صاحبؒ نے تو ہزار برس کی تحقیقات کا عطر اور نچوڑ "حجۃ اللہ البالغۃ" کے چند اوراق کے سینہ میں بند کر کے رکھ دیا ہے۔

نبی کی تعریف

نبوّت کے دوسرے پہلوؤں پر گفتگو کرنے سے قبل لفظ "نبی" کی تعریف کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے ——— بعض کا قول ہے کہ نبی کا لفظ "نَبَاوَۃ" سے مشتق ہے۔ جس کا معنی ہے "اونچی شے" چونکہ نبی اپنے مرتبہ اور درجہ کے لحاظ سے بہت اونچے مقام کا حامل ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو نبی کہتے ہیں[۲] لیکن اکثر کے نزدیک نبی کا لفظ مشتق ہے۔ "نَبَأ" سے جس کا معنی ہے خبر۔ لیکن لغت عرب میں ہر خبر "نَبَأ" نہیں کہلاتی بلکہ نَبَأ اُس خبر کو کہتے ہیں۔ جس میں تین چیزیں ہوں۔ ۱۔ خبر فائدے کی ہو۔ ۲۔ فائدہ بھی عظیم الشان ہو۔ ۳۔ اُس خبر سے سننے والے کو اطمینان قلب اور یقین کامل حاصل ہو۔

اس معنی کی رو سے نبی کی تعریف یہ ہوئی کہ وہ انسان جس نے حق تعالیٰ کے بندوں کو حق تعالیٰ کی جانب سے اُن کے نفع اور فائدے کی ایسی عظیم الشان خبریں سنائی ہوں جن تک اُن کی نارسا عقول کی رسائی نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسی باتیں وہی ہوں گی جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہوں، اور پھر ان خبروں پر اطمینان یا علم اُسوقت حاصل ہو گا جب خبر دینے والا اُس پر اللہ رب العزّت کی طرف سے کوئی دلیل بھی پیش کرے یا صرف اس کی زندگی ہی اتنی پاکیزہ اور اتنی اعلیٰ اور مقدس ہو کہ اس کے متعلق کذب کا وہم وگمان بھی نہ ہو سکے اور اس کی بات سنتے ہی لوگوں کو یقین آجائے۔ معلوم ہوا کہ صرف "نبی" کا لفظ ہی لغت عرب کی رو سے ان حقائق پر روشنی ڈالتا ہے[۳]۔

---

[۱] تفہیمات الہیہ صفحہ ۱۸۴　[۲] کتاب المسامرۃ فی شرح المسایرۃ جلد ۲ صفحہ ۴۲، المسایرۃ صفحہ ۱۱۸، مجمع البحار جلد ۳ صفحہ ۳۲۹ منتہی الارب جلد ۲ صفحہ ۱۸۹، فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۶ صفحہ ۲۷۸۔ [۳] مفردات امام راغب اصفہانی صفحہ ۴۹۹۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس تعریف کو ذرا اور لطیف پیرایہ میں بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں :

"اسلام کی زبان میں نبی وہ مقدس شخصیت ہے جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی منشا اور مرضی بتاتا ہو۔ اور پھر وہ اُن احکام کو دوسروں تک پہنچاتا ہو۔ دین و دنیا کے مصالح اور منافع کے لئے ایک دستور اساسی ، ایک قانونِ حیات اور ایک نظام العمل پیش کرتا ہو۔ ایک مصلح ہو اور اپنے اندر اصلاحی داعیات بھی رکھتا ہو" (النبوات ص ۱۶۲ تا ص ۱۷۴)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے نبی کی تعریف میں اور لطافت اور اختصار پیدا فرما دیا ہے۔ فرماتے ہیں :

"نبوت توجہ الی الحق اور توجہ الی الخلق کی صفت کے کمال کا نام ہے۔ دوسرے لفظوں میں نبی وہ ذات ہے جو ہر وقت حق کی طرف بھی متوجہ رہے اور خلقِ خدا پر بھی نظر رکھے۔ حق کی طرف توجہ کرنے سے خلق خدا کی طرف اس کی توجہ کم نہ ہو اور خلقِ خدا کا خیال حق کی لگن میں خلل انداز نہ ہو" (مکتوبات)

نبوت کی اس بحث کو حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ایک اور انداز میں بیان فرمایا ہے جس کا ماحصل یہ ہے :

"علم و عمل اور فضل و کمال کے لحاظ سے انسانوں کے مختلف درجات ہیں۔ اُن میں سب سے اعلیٰ اور بلند و بالا درجہ "مفہمین" کا ہے۔ یہ لوگ ایک خاص اصطلاح اور مخصوص طریقِ اصلاح کے حامل ہوتے ہیں۔ اُن کی قوت ملکیہ بہت بلند ہوتی ہے۔ داعیۂ حقانی اور صحیح اور سچے جذبات کے ساتھ اُن کے لئے دنیا میں ایک خاص نظام کو قائم کرنا آسان اور سہل ہوتا ہے۔ اور یہ لوگ وہ خاص نظام قائم کرنے کے لئے مبعوث ہوا کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ کی طرف سے ان پر علوم عالیہ اور احوال الٰہیہ کا ترشح ہوتا ہے۔ "مفہم" کی سیرت یہ ہوتی ہے کہ وہ معتدل مزاج ہوتا ہے۔ اُس کی خلقت، پیدائش اور اخلاق و عادات بالکل صحیح اور درست ہوتی ہیں۔ اس کے اندر جزئی رذائل اور جزوی واقعات کی بنا پر زیادہ اضطراب نہیں ہوا کرتا۔ وہ نہ تو اس قدر تیز ہوتا ہے۔ کہ صرف کلیات و تخلیات ہی میں الجھ کر رہ جائے۔ اور نہ اس قدر بلید اور غبی کہ صرف جزئیات ہی میں الجھا رہے اور جزئیات سے کلیات تک اور صورت سے روح تک پہنچنا اس کے لئے ممکن نہ ہو۔ وہ سب سے زیادہ سنت راشدہ اور ہدایت کے راستہ کی پیروی کرنے والا ہوتا ہے۔